قضا و قدر

شام سے واپسی کے بعد ایک شخص نے حضرت امیرالمومنین سے سوال کیا کہ یا امیرالمومنین شام کی طرف ہمارا خروج قضا و قدر کے تحت تھا یا نہیں۔

امیرالمومنین :۔ نعم یا شیخ ما علوتم تلعة ولا هبطتم بطن واد الا بقضاء من عند الله ۝

ہاں اے شیخ کوئی چیز زمین پر بلند نہ ہوئی اور کسی مقام پر تم نہیں اترے مگر خدا کے حکم سے۔

سائل :۔ عند الله احتسب عنائی والله ما اری من الاجر شیئاً ۝

کیا میں تمام سختیوں کو خدا کی طرف سے سمجھوں۔ خدا کی قسم کیا مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی اجر نہیں ملے گا۔

امیرالمومنین :۔ بلی فقد عظم الله لکم الاجر فی مسیرکم و انتم ذاهبون و علی منصرفکم و انتم منقلبون ولم تکونوا فی شیء من حالاتکم مکرهین ولا الیه مضطرین ۝

ہاں خدا تمہارے اجر کو تمہارے زمانہ حیات میں اور تمہاری واپسی کے مقام پر بڑھائے گا جہاں تمہیں لوٹنا ہے نہ تم اپنے حالات میں مضطر رہو اور نہ کسی شے کو مکروہ سمجھو۔

سائل : وکیف لا نکون مضطرین والقضاء والقدر ساقانا و عنهما کان مسیرنا ۝

کیونکر ہم بے قرار نہ ہوں کہ قضا و قدر دونوں قدم کی طرح ایک دوسرے کے ساتھ رہتے ہیں اور ہمارا سفر ان ہی سے متعلق ہے۔

امیرالمومنین :۔ لعلّک اردت قضاءً لازماً و قدراً حتماً ولو کان کذلک لبطل الثواب والعقاب وسقط الوعد والوعید والامر من الله والنهی وما کانت تاتی من الله لائمة لمذنب ولا المذنب اولی بعقوبة المذنب من المحسن تلک مقالة اخوان عبدة الاوثان وجنود الشیطان وخصماء الرحمن وشهداء الزور والبهتان واهل البغی والطغیان هم قدریة هذه الامة ومجوسها ان الله امر عباده تخیراً ونهاهم تحذیراً وکلف یسیراً واعطی علی القلیل کثیراً ولم یطع مکرهاً ولم یعص مغلوباً ولم یکلف عسیراً ولم یرسل الانبیاء هزلاً ولم ینزل القرآن عبثاً ولم یخلق

السمٰوات والارض وما بینھما باطلا ذالک ظن الذین کفروا فویل للذین کفروا من النار وقولہ " وقضیٰ ربک الا تعبدوا الا ایاہ ۔

ترجمہ :۔ شاید تو نے یہ سمجھا ہے کہ قضا لازم اور قدر حتمی ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو ثواب و عقاب باطل ہو جاتے اور (جنت اور جہنم کے) وعدہ وعید ساقط ہو جاتے خدا کی جانب سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور دیگر نیک کام قابل ستائش ہوتے اور نہ گناہ قابل نکوہش جو کچھ خدا کی جانب سے واقع ہوتا ہے وہ گنہگار کے لئے ملامت نہیں ہے اور گناہ گار محسن کی جانب سے نازل ہونے والی عقوبت سے بہتر نہیں ہوتا۔ یہ قول بت پرستوں کے بھائیوں، شیطان کے لشکر اور خداوند رحمان کے دشمنوں دروغ گو بہتان لگانے والے اہل بغی و کفار کا ہے وہ اس امت کی جماعت قدریہ اور مجوس ہیں۔ بہ تحقیق کہ خدا نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ اچھی طرح واقف ہو جائیں اور غایت کو گھٹائیں اس نے ان کی تکلیف کو آسان کر دیا اور کردار قلیل پر عطائے کثیر فرمایا۔ کسی شخص کو کراہت کے ساتھ اپنی اطاعت میں نہ رکھا۔ دست غلبہ کے ساتھ کسی کو معصیت میں نہ گھیرا کسی کو تکلیف شاقہ کا حکم نہ دیا۔ پیغمبروں کو ہنسی و مذاق و بیہودگی کے لئے نہ بھیجا اور قرآن کو عبث نازل نہ کیا اور آسمانوں زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ناحق نہ پیدا کیا۔ یہ کفار کا گمان ہے کہ ایسا سمجھتے ہیں۔ پس ویل ہے ان لوگوں کے لئے جو جہنم سے انکار کرتے ہیں چنانچہ ارشاد خداوندی ہے کہ " وقضیٰ ربک الا تعبدوا الا ایاہ " یعنی خدا نے حکم دیا ہے کہ سوائے اس کے کسی اور کی عبادت نہ کریں۔ (احتجاج طبرسی ص ۳۱)

ایک سائل نے عرض کیا کہ یا امیرالمومنین یہ قضا و قدر کیا ہے ؟

ارشاد فرمایا کہ :۔

اَلْاَمْرُ بِالطَّاعَۃِ وَالنَّھْیُ عَنِ الْمَعْصِیَۃِ التَّمْکِیْنُ مِنْ فِعْلِ الْحَسَنَۃِ وَتَرْکِ الْمَعْصِیَۃِ وَالْمَعُوْنَۃُ عَلَی الْقُرْبَۃِ اِلَیْہِ وَالْخِذْلَانُ لِمَنْ عَصَاہُ وَالْوَعْدُ وَالْوَعِیْدُ وَالتَّرْغِیْبُ وَالتَّرْھِیْبُ کُلُّ ذَالِکَ قَضَاءُ اللّٰہِ فِیْ اَفْعَالِنَا وَقَدْرُہٗ لِاَعْمَالِنَا وَاَمَّا غَیْرُ ذَالِکَ فَلَا تَظُنَّہٗ فَاِنَّ الظَّنَّ لَہٗ مُحِیْطٌ بِالْاَعْمَالِ ۔

ترجمہ : طاعت خداوندی کا حکم دینا اور گناہوں سے منع کرنا افعال حسنہ سے متمکن رہنا اور گناہوں کا ترک کرنا قرابت داروں کی امداد، اہل عصیان سے دوری، نیکو کاروں کو خوشخبری کا وعدہ اور بدکاروں کو سزا سے خوف دلانا، نیک کاری کی ترغیب اور بدکاری کے انجام سے ڈرانا یہ سب ہمارے افعال میں قضائے خداوندی ہے اور ہمارے اعمال میں اس کا قدر یہ ہے۔

(یعنی اعمال پر ہم کو مقدرت دی گئی ہے) اور اگر اس کے علاوہ تو کوئی اور خیال کرتا ہے تو ایسا گمان نہ کر کیونکہ اس کے

ساتھ گمان کرنا اعمال کو گھیر لیتا ہے (یعنی پاداش اعمال میں کوئی فائدہ نہیں پہونچتا۔)

ایک اور شخص نے قضا و قدر کے متعلق سوال کیا تو فرمایا :۔

لَا تَقُولُوا وَكَلَّهُمُ اللّٰهُ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ فَتُوهِنُوهُ وَلَا تَقُولُوا اَجْبَرَهُمْ عَلَى الْمَعَاصِي فَتَظْلِمُوهُ وَلٰكِنْ قُولُوا الْخَيْرُ بِتَوْفِيقِ اللّٰهِ وَالشَّرُّ بِخِذْلَانِ اللّٰهِ وَكُلٌّ سَابِقٌ فِي عِلْمِ اللّٰهِ ۔

ترجمہ : یہ مت کہو کہ خدا نے لوگوں کو تمام اختیار کے ساتھ چھوڑ دیا ہے پس اگر ایسا کہا تو اس کی توہین کی و نیز یہ مت کہو کہ خدا نے معصیت کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ ایسا کہنا خدا کو ظالم ٹھہرانا ہے لیکن یہ کہو کہ خیر خدا کی توفیق سے ہے اور شر خدا کو چھوڑ دینے کی وجہ سے ہے۔ یہ سب سابق سے اللہ کے علم میں ہے

ایک اور شخص کے سوال پر ارشاد فرمایا کہ :

یہ راستہ نہایت تاریک ہے اس پر چلنے کی کوشش نہ کرو، یہ ایک نہایت گہرا سمندر ہے اس کی تہہ میں جانے کی سعی نہ کرو، یہ خدا کا ایک راز ہے اس میں تکلیف نہ کرو (ینابیع المودۃ)

منزلت مرتضویؑ

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا :۔

۱ :۔ انا الهادی وانا المهتدی وانا ابو الیتمی والمساکین وزوج الارامل وانا ملجأ کل ضعیف ومامن کل خائف وانا قائد المومنین الی الجنة وانا حبل الله المتین وانا عروة الوثقی وکلمة التقوی وانا عین الله وباب الله ولسان الله الصادق انا جنب الله الذی یقول الله تعالیٰ فیه ان تقول نفس یا حسرتی علی ما فرطت فی جنب الله وانا ید الله المبسوطة علی عباده بالرحمة والمغفرة وانا باب حطة من عرفنی وعرف حقی فقد عرف ربه لانی وصی نبیه فی ارضه وحجته علی خلقه لاینکر نفس الا راد علی الله ورسوله ۔

ترجمہ : میں ہادی ہوں، میں مہدی ہوں میں یتیموں اور مسکینوں کا باپ ہوں اور بیوہ عورتوں کا مونس ہوں تمام کمزوروں کے لئے جائے پناہ ہوں، اور خوف زدہ کے لئے مقام امن ہوں۔ میں مومنین کے لئے جنت کا قائد ہوں میں خدا کی مضبوط رسی ہوں۔ (یعنی خدا تک پہونچنے کا وسیلہ ہوں) میں ایک محکم اور قابل اعتماد وسیلہ ہوں اور پرہیزگاری کا کلمہ ہوں میں عین اللہ ہوں میں باب اللہ ہوں اور خدا کی زبان صدق ہوں میں وہ جنب اللہ ہوں جس کے متعلق خدا فرماتا

ہے کہ کوئی شخص کہنے لگا کہ ہائے افسوس میری کوتاہی پر جو میں نے جنب اللہ کے متعلق کی (پ۲۴) میں اللہ کا وہ ہاتھ ہوں جو اس کے بندوں پر رحمت و مغفرت کے ساتھ کھلا ہوا ہے۔ میں باب حطّہ ہوں جس نے مجھے پہچانا اور میرے حق کو سمجھا، اس نے اپنے رب کو پہچانا کیونکہ میں زمین پر اس کے نبیؐ کا وصی ہوں اور مخلوق پر اس کی حجت ہوں اس بات سے وہی انکار کرے گا جو اللہ اور رسولؐ کی بات کا رد کرنے والا ہوگا۔

(ینابیع المودۃ، غنقات الا)

۲۔ انا قسیم اللہ بین الجنۃ والنّار وانا الفاروق الاکبر وانا صاحب العصا المیسم ولقد اقرّت لی جمیع الملائکۃ والروح بمثل ما اقرت لمحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وھی حمولۃ الرّب وان محمّدا صلی اللہ علیہ وآلہ یدعی فیکسی ویستنطق وادعی فاکسی واستنطق فانطق علی حدّ منطقہ ولقد اعطیت خصالا لم یعطھنّ احد قبلی علمت علم المنایا والبلایا والانساب وفصل الخطاب فلم یفتنی ما سبق ولم یعزب عنی ما غاب عنی البشّر باذن اللہ واودّی عن اللہ کل ذالک مکننی اللہ فیہ ؕ (بحر المعارف ص۳۳۷)

ترجمہ:۔ میں اللہ کی جانب سے جنت و جہنم کا تقسیم کرنے والا ہوں میں فاروق اکبر ہوں میں صاحب عصاؑ و میسمؑ ہوں۔ تمام ملائکہ اور روح نے میرے لئے اسی طرح اقرار کیا جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کیا تھا اور میرے اسی طرح متحمل ہوئے۔ جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے متحمل ہوئے تھے۔ پروردگار سے متحمل ہونا یہی ہے۔ بہ تحقیق کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کرتے تھے اور اس کی پیروی کرتے تھے اور ارشاد فرماتے تھے۔ (اسی طرح) میں بھی دعا کرتا ہوں اس کی پیروی کرتا ہوں اور اپنی حد نطق تک کلام کرتا ہوں۔ مجھے چند خصائص عطا ہوئی ہیں جو مجھ سے قبل کسی کو بھی عطا نہیں ہوتیں۔ یعنی مجھے علم منایا و بلایا علم انساب اور فصل الخطاب عطا ہوئے ہیں کوئی چیز نہ مجھ سے پوشیدہ ہے اور نہ غائب۔ میں اللہ کے حکم سے بشارت دیتا ہوں (نیز ایسی ہی چیزیں مجھے اللہ کی جانب سے عطا ہوئی ہیں جن میں میں مہارت و قدرت رکھتا ہوں۔

سات مخصوص عطایا

حضرت امیر المومنین نے ارشاد فرمایا کہ:۔

ع۱: اجتماع مسلمین کا سبب ہوں۔ ع۲ وہ آیات جو دلیل امامت ہیں۔

واللہ لقد اعطانی اللہ تبارک وتعالیٰ سبعۃ اشیاء لم یعلمہا احداً قبلی خلا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ لقد فتحت لی السبیل وعلمت الانساب واجری لی السحاب وعلمت المنایا والبلایا وفصل الخطاب ولقد نظرت فی الملکوت باذن ربی فما غاب عنی ما کان قبلی ولا فاتنی ما کان بعدی و انا بولایتی اکمل اللہ لہذہ الامۃ دینہم واتم علیہم النعم ورضی اسلامہم اذیقول یوم الولایۃ لمحمد یا محمد اخبرہم انی اکملت لہم الیوم دینہم ورضیت لہم الاسلا دینا واتممت علیہم نعمتی کل ذالک من اللہ بہ علی فلہ محمد ؕ

ترجمہ: خدا کی قسم کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے مجھے ایسی سات اشیاء عطا فرمائی ہیں جو مجھ سے پہلے سوائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی اور کو عطا نہیں ہوئیں پس میرے لئے راستے کھولے گئے مجھے علم الانساب دیا گیا۔ بادل میرے تحت کردیئے گئے مجھے علم الاموات علم بلایا اور حق وباطل میں امتیاز کرنے والی قوت فیصلہ دی اور بہ تحقیق کہ میں اپنے پروردگار کی اجازت سے ملکوت کو دیکھتا ہوں۔ جو کچھ مجھ سے قبل تھا مجھ سے غائب یا محو نہیں ہوتا اور جو کچھ میرے بعد واقع ہونے والا ہے مجھے مفقود نہیں کرتا بہ تحقیق کہ اللہ نے میری ولایت پر اس امت کے دین کو کامل کیا اور ان پر نعمتوں کو تمام کیا اور ان کے اسلام سے راضی ہوا۔ جیسا کہ حضرت محمد صلعم کے لئے یوم ولایت کہا گیا کہ اے محمدؐ ان کو خبر دے دو کہ بیشک میں نے آج کے روز ان کے لئے دین کو مکمل کردیا اور ان کے دین اسلام سے راضی ہوا اور ان پر اپنی نعمت پوری کردی وہ سب (عنایات) مجھ پر اللہ کی جانب سے ہیں اور اس کے لئے حضرت محمدؐ ہیں۔

(کتاب الخصال، بحر المعارف ص ۳۴۲)

محب علیؑ و مبغض علیؑ

ایک شخص حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا۔

یا علیؑ انی احبك فقال علیہ السلام کذبت ان اللہ خلق الارواح قبل الاجساد بالفی عام ثم عرض علی المطیع منہا والعصاۃ فما رایتك یوم العرض فی المحبین فاین کنت وقال لو ضربت خیشوم المومن علی ان یبغضنی ما فعل ولو صببت الدنیا علی ان یحبنی لمنافق

یا علیؑ میں آپ کو دوست رکھتا ہوں فرمایا کہ تو جھوٹا ہے۔ بہ تحقیق کہ خدا نے ارواح کو اجساد سے دو ہزار سال قبل پیدا کیا تھا اور ان میں سے اطاعت گذاروں اور منکروں کو میرے پاس پیش کیا تھا میں نے اس روز تجھ کو محبوں میں نہیں دیکھا تھا اس وقت تو کہاں تھا اور فرمایا اگر مومن کی ناک پر ضرب لگائی جائے کہ مجھ سے بغض کرے تو وہ نہیں

مافعل وبذالك اخذ اللّٰہ الی العہد فی الازل ولم یزل ٥

(بحر المعارف صـ۴۹۷)

کرے گا اور اگر منافق کو دنیا پیش کردی جائے کہ مجھ سے محبت کرے تو نہیں کرے گا اور اسی کے ساتھ خدا نے یوم ازل نے میرے متعلق عہد لیا اور اس کو زائل کیا۔

نوٹ :۔ اسی لئے آپ نے اس سے فرمایا کہ میں تجھ کو دوستوں میں نہیں دیکھا تھا تو کہاں تھا پس اسی کے ساتھ عالم ارواح میں ارواح پیش کی گئیں اور عالم اجساد میں اعمال پیش کئے گئے اور انہی کے سامنے موت کے وقت پیش کئے جائیں گے اور وفات کے بعد وہ ان کے مقام کو جانتے ہیں اور وہ عالم میں اس کے جو ہونے والا ہے۔ پس علیؑ ولی ارواح ولی ادیان، ولی ایمان، ولی حیات، ولی ممات، ولی نعیم اور ولی عذاب ہیں پس ہلاکت ہے جھٹلانے والے اور شک کرنے والے کیلئے اللّٰہ حق کی طرف ہدایت کرتا ہے اور اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔

دنیا کی مذمت

حضرت امیرالمومنینؑ نے فرمایا:۔

(۱) جو شخص آخرت کے ثواب کی طرف رغبت رکھتا ہے اس کی علامت یہ ہے کہ وہ دنیا کی چند روزہ لذات کو ترک کرتا ہے اور جو شخص دنیا میں زہد اختیار کرتا ہے، وہ تقسیم الٰہی کی رو سے نقصان میں نہیں رہتا کیونکہ اسے دنیا کے فائدہ سے زیادہ آخرت میں ثواب ملتا ہے۔ دنیا کی لذتوں کے حریص کو حرص کی وجہ سے کچھ زیادہ بھی نہیں ملتا اور وہ آخرت کے ثواب سے بھی محروم ہوجاتا ہے۔

(۲) اے ابن آدم اگر تو دنیا کے سامان سے یہ ارادہ رکھتا ہے کہ وہ تیرے لئے کفایت کرے تو تھوڑا سامان بھی کافی ہوگا اور اگر کفایت کا ارادہ نہیں تو زیادہ سے زیادہ سامان بھی کفایت نہ کرے گا۔

(اصول کافی ج ۲ ۔ بـ۶۱ ۔)

ترک دنیا

تمام اسلامی مورخین کا اتفاق ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام ہر روز نماز عشاء کے بعد باواز بلند فرمایا کرتے تھے۔

" اے بندگان خدا، خدا تمہیں اپنی رحمت میں داخل کرے چلنے کی تیاری کرو سفر آخرت پر آمادہ رہو۔ تمہاری جماعت میں یہ آواز دے دی گئی ہے۔ اس مٹ جانے والی دنیا سے دل نہ لگاؤ اور اپنے اعمال نیک کو جو تمہاری راہ آخرت کا توشہ ہیں اپنے ساتھ لے لو کیونکہ راستوں میں بہت سی خوفناک سڑکیں اور دشوار گذار راہیں ہیں جو تمہیں پیش آنے والی ہیں اور

جنہیں تم کو عبور کرنا ضروری ہے سمجھ لو کہ موت کی نگاہیں ہمیشہ تمہاری طرف گڑی ہوئی ہیں اور اس کے پنجے تمہاری طرف کشادہ ہیں تم ہر وقت اپنے آپ کو موت کے پنجہ میں گرفتار سمجھو اور اس کے ناخنوں کو اپنے جسم میں گڑا ہوا سمجھو، سکرات اور جان نکلنے کی سختیوں کو ہمیشہ اپنے پیش نظر رکھو دنیا اور علائق دنیا سے قطع تعلق کرو اور تقویٰ و پرہیزگاری کو اپنا شریک بناؤ۔ (سراج المبین ج ۲)

دنیا

دنیا کو مخاطب کر کے حضرت نے فرمایا :۔

الیکِ عنّی یا دنیا حبلکِ علیٰ غاربکِ قد انسللت من مخالبکِ وافلت من حبائلکِ واجتنبت الذھاب فی مداحضکِ این القوم الّذین غررتھم بمداعبکِ واین الامم الذین فتنتھم بزخارفکِ ھا ھم رھائن القبور ومضامین اللحود واللہ لو کنت شخصاً مرئیاً وقالباً حسّیاً لاقمت علیکِ حدود اللّٰہ فی عباد غررتھم بالامانی وامم القیتھم فی المھاوی وملوک اسلمتھم الی التلف واوردتھم بالامانی وامم القیتھم فی المھاوی والملوک اسلمتھم الی التلف واوردتھم موارد البلاء اذ لا ورد ھیھات من وطئ دحضکِ زلق ومن رکب لججکِ غرق ومن ازور عن حبائلکِ وفق والسالم منکِ لا یبالی وان ضاق بہ مناخہ والدنیا عندہ کیوم حان انسلاخہٗ

ترجمہ : اے دنیا ہٹ جا میری طرف سے تیرا پھندا تیری پیٹھ پر ہی رہے میں تیرے پنجوں سے باہر ہوں اور تیرے فتنوں سے دور ہوں اور تیرے پھندوں سے دور ہٹ چکا ہوں تیرے فریب میں جانے سے میں نے اجتناب کیا ہے۔ کہاں ہیں وہ قومیں جنہیں تو نے اپنے فریبوں سے دھوکا دیا تھا اور کہاں ہیں وہ امتیں جنہیں تو نے اپنی دولتوں سے فتنوں میں مبتلا کیا تھا آگاہ ہو کہ وہ اب قبروں میں قید ہیں اور لحدوں میں چھپے ہوئے ہیں۔ قسم خدا کی اگر تو ایک شخص ہوتی کہ دیکھی جاتی یا ایک حسی قالب ہوتا تو میں خدا کے حدود تجھ پر ان بندوں کی وجہ قائم کرتا جن کو تو نے آرزوں کے ساتھ دھوکا دیا اور ان امتوں کے لئے جن کو تو نے ہلاکت میں ڈالا اور ہوا و ہوس میں مبتلا کیا اور ان بادشاہوں کے لئے جن کو تو نے تلف کے سپرد کر دیا اور ان کو بلا کے ان مقامات پر پہنچایا جہاں ان کی کوئی جگہ نہ تھی افسوس جو چلا اور اکثر کر چلا وہ گرا اور جو تیری موجوں پر سوار ہوا وہ غرق ہوا اور جو تیرے پھندے سے الگ ہوا اور اس کو سلامتی کی توفیق ہوئی وہ پرواہ نہیں کرتا خواہ اس کا راستہ اس کے لئے تنگ ہو جائے۔ دنیا اس کے نزدیک ایک دن کی طرح ہے جس کا ختم ہونا قریب ہو۔ (بحر المعارف ص ۵۳۷)

قطع طمع از دنیا

ایھا الناس مثلکم حمار معصوب العین مشدود فی طاحونۃ یدار لیلہ ونھارہ فیما نفعہ قلیل وعنائہ طویل ومع ھذا انہ یعتقد قد قطع المراحل وبلغ المنازل حتی اذا کشف عیناہ قد اصبح ورای مکانہ لم یبرح اخذ ما فیہ وعاد الی ما کان علیہ فالحق بالاخسرین اعمالا الذین ضل سعیھم فی الحیوۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا و علی ھذا امضت القرون طرا وھلم جرا فرحم اللہ امرأ اعد لنفسہ واستعد لرمسہ وعلم من این وفی این والی این ۔

ترجمہ :۔ اے لوگو تمہاری مثال اس گدھے کی ہے جس کی آنکھیں بند ہیں اور وہ اپنے کھونٹے پر بندھا ہوا ہے اس کے لیل ونہار اس طرح گذرتے ہیں کہ اس کا نفع قلیل اور اس کی آرزو طویل ہے اس کے باوجود وہ اعتقاد رکھتا ہے کہ اس نے کئی مراحل طے کئے ہیں اور اپنی منزل تک پہنچ چکا ہے یہاں تک کہ جب اس نے آنکھیں کھولیں اور صبح کی اور اپنی جگہ کو دیکھا تو اس کو کوئی فائدہ نہ پہونچا۔ اس میں جو کچھ تھا اس نے لیا اور اس چیز کی طرف لوٹ گیا جس پر وہ تھا پس سچ یہ ہے کہ کم اعمالوں کے لئے حیات دنیا میں ان کی کوشش ضائع ہوگئی اور وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ اچھے اعمال کئے اسی طرح صدیاں گذر رہی ہیں اور گذرتی رہیں گی۔ پس خدا اس پر رحم کرتا ہے جس نے اپنے نفس کے لئے ذخیرہ جمع کیا ہے اور اپنی بازگشت (مرنے) کے لئے مستعد ہے اور وہ جانتا ہے کہ وہ کہاں سے آیا ہے اور کہاں جائے گا۔

(بحر المعارف ص۲۵۵)

دنیا کے دو اشخاص

حضرت نے حفص سے فرمایا کہ :۔

دنیا میں سوائے دو اشخاص کے کسی کے لئے بہتری نہیں ایک وہ کہ جس کا احسان ہر روز زیادہ ہوتا رہتا ہے اور دوسرا وہ جو توبہ کے ساتھ اپنی آرزوں کا تدارک کرتا رہتا ہے۔ پس خدا کی قسم اگر وہ سجدے کرتا جائے یہاں تک کہ اس کی گردن منقطع ہو جائے خدا اس کے کسی عمل کو قبول نہ کرے گا مگر ہم اہلبیتؑ کی ولایت کے ساتھ آگاہ ہو جاؤ کہ جنہوں نے ہمارے حق کو پہچانا اور ہر روز اپنے رزق سے راضی رہے اور اس چیز سے راضی رہے جس سے اپنی ستر پوشی ہو اور اپنا سر ڈھانکے رہے وہ ہمارے ساتھ ثواب کے امیدوار ہوئے اس کے باوجود وہ لوگ خوف کے عالم میں رہتے ہیں اور غور کرتے رہتے ہیں کہ دنیا سے یہی ان کا نصیب ہے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان کا

وصف بیان کیا ہے کہ " وہ لوگ اس میں سے بخشش کرتے ہیں جو ان کو ملا ہے۔ خدا کی قسم طاعت، محبت اور ولایت سے جو چیز ان کو دی گئی ہے ان کے قلوب ڈرے ہوئے ہیں کہ کہیں یہ مقام قبولیت سے نہ گر جائیں قسم بخدا ان کا خوف نہیں ہے جس میں وہ ثابت دین کے ساتھ ہیں بلکہ وہ اس بات سے خوف زدہ ہیں کہ وہ ہماری طاعت و محبت میں کہیں تقصیر کرنے والے تو نہیں۔

پھر حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تو اس بات کی قدرت رکھتا ہے کہ اپنے گھر سے نہ نکلے تو ایسا ہی کر۔ پس تجھ پر لازم ہے کہ گھر سے باہر نکلے تو کسی کی غیبت نہ کرے، جھوٹ نہ بولے، حسد نہ کرے، دکھاوا تصنع اور فریب نہ کرے۔

پھر فرمایا، مسلمان کا عبادت خانہ اس کا گھر ہے کہ اس کی آنکھ اس کی زبان اور اس کا نفس اور اس کی شرمگاہ محفوظ رہتے ہیں۔ بتحقیق کہ جس نے اللہ کی نعمت کو اپنے تہ دل سے پہچانا وہ اللہ کی طرف سے ثواب کا مستوجب ہوا قبل اس کے کہ اس کا شکر اپنی زبان سے بجالائے۔

پھر فرمایا: اے حفص محبت افضل ہے خوف سے۔

خدا کی قسم جس نے دنیا کو دوست رکھا اور ہمارے غیر سے محبت کی اس نے خدا کو دوست نہ رکھا اور جس نے ہمارے حق کو پہچانا اور ہم سے محبت کی اس نے خدا کو دوست رکھا۔ یہ سن کر ایک شخص رونے لگا تو حضرت نے فرمایا کیا تو روتا ہے اگر تمام اہل آسمان و زمین جمع ہو کر خدا کی بارگاہ میں گریہ کریں کہ تجھ کو جہنم سے نجات مل جائے اور تو جنت میں داخل ہو تو وہ تیری شفاعت نہیں کر سکتے۔

اے حفص تو انکسار اختیار کر اور سرکش و سربلند نہ ہو (بحر المعارف ص۸۳)

زندگی کا دارومدار

ایک روز حضرت علی علیہ السلام نے جابر بن عبداللہ انصاری کو لمبی لمبی سانس لیتے دیکھ کر پوچھا کہ اے جابر کیا یہ تمہاری ٹھنڈی سانس دنیا کے لئے ہے، جابر نے عرض کیا کہ مولا ہاں ایسا ہی ہے حضرت نے فرمایا کہ جابر سنو انسان کی زندگی کا دارومدار سات چیزوں پر ہے اور انہی سات چیزوں پر لذتوں کا خاتمہ ہے (۱) کھانے کی چیزیں (۲) مشروبات (۳) لباس (۴) لذت نکاح (۵) سواری (۶) سونگھنے کی چیزیں (۷) سننے کی چیزیں۔

اے جابر اب ذرا ان کی حقیقت پر غور کرو کہ کھانے میں بہترین چیز شہد ہے جو ایک مکھی کا لعاب دہن ہے بہترین پینے کی چیز پانی ہے جو زمین پر مارا مارا پھرتا ہے۔ بہترین لباس دیباج ہے جو ایک کیڑے کا لعاب ہے بہترین منکوحات عورت ہے۔ دنیا اس کی جس چیز کو اچھی نگاہ سے دیکھتی ہے وہ وہی ہے جو اس کے جسم میں سب سے زیادہ گندی ہے۔ بہترین

سواری گھوڑا ہے جو قتل و قتال کا مرکز ہے بہترین سونگھنے کی چیز مشک ہے جو ایک جانور کی ناف کا سوکھا ہوا خون ہے سننے کی بہترین چیز گانا ہے جو انتہائی بڑا گناہ ہے۔

اے جابر! ایسی چیزوں کے لئے غافل کیوں ٹھنڈی سانس لے۔

جابر کہتے ہیں کہ اس ارشاد کے بعد میں نے پھر کبھی دنیا کا خیال نہ کیا۔

جابلقا و جابلسا

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ :۔

ان للّٰہ بلدۃ خلف المغرب یقال لھا جابلقا وفی جابلقا سبعون الف امۃ لیس منھا امۃ بیس منھا امۃ الا مثل ھذہ الامۃ فما عصوا اللہ طرفۃ عین فما یعملون عملا ولا یقولون قولا الا الدعاء علی الاولین والبرائۃ منھما والولایۃ لاھل البیت علیھم السلام۔

(بحر المعارف صفحہ ۴۰۳)

بہ تحقیق کہ خداوند عالم نے مغرب کے پیچھے ایک شہر خلق فرمایا ہے جس کو جابلقا کہتے ہیں۔ جابلقا میں ستر ہزار امتیں ہیں اور ہر امت اس امت کے مثل ہے وہ ایک چشم زدن کے لئے بھی خدا کا کوئی گناہ نہیں کرتی وہ اولین پر دعا کرنے اور ان دو سے برائت حاصل کرنے اور ولایت اہلبیت علیہم السلام کے سوا نہ کوئی عمل بجالاتے ہیں اور نہ کوئی بات کرتے ہیں۔

شیعہ کی تعریف

حضرت امیر المومنینؑ کا گذر ایک مرتبہ ایک جماعت کے پاس سے ہوا جن سے حضرت نے پوچھا کہ تم کس قوم سے تعلق رکھتے ہو' انہوں نے جواب دیا کہ ہم آپ کے شیعہ ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ بہت خوب! میں تو تم میں اپنے شیعوں کی کوئی علامت نہیں پاتا اور نہ ہی اپنے دوستوں کے لباس میں تمہیں ملبوس دیکھتا ہوں وہ لوگ شرمندہ ہو کر خاموش ہو گئے اور حضرت کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے عرض کی کہ یا امیر المومنینؑ آپ کے شیعوں کے علامات کیا ہیں۔

حضرت نے فرمایا کہ :۔ ہمارے شیعہ عارف باللہ ہوتے ہیں اور حکم خدا کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ وہ صاحب فضائل ہوتے ہیں اور سچ کہتے ہیں ان کی خوراک قوت لایموت ہوتی ہے۔ ان کا لباس موٹا اور ان کی چال متواضع ہوتی ہے۔ اطاعت خدا میں اس سے ڈرتے رہتے ہیں اور اس کی عبادت میں خضوع و خشوع ظاہر کرتے ہیں۔ کبھی کسی حرام چیز پر نظر نہیں ڈالتے اپنے کان اپنے رب کے حکم پر لگائے رہتے ہیں وہ قضائے الٰہی پر راضی رہتے ہیں اگر ان کی زندگی خدا نے ایک وقت معین تک مقرر نہ کی ہوتی تو ان کی روحیں اللہ سے ملاقات اور ثواب کے شوق میں ان کے

اجسام میں ایک آن واحد کے لئے بھی قرار نہ پکڑتیں۔ دردناک عذاب کے خوف سے وہ اپنے خالق کو بڑا اور ہر چیز کو چھوٹا تصور کرتے ہیں۔ جنت ان کے نزدیک ایسی ہے گویا انہوں نے اسے دیکھا ہے اور اس کے تختوں پر ٹیک لگا کر بیٹھے ہیں اور دوزخ ان کے لئے ایسی ہے گویا انہیں اس میں عذاب دیا جا چکا ہے۔ ان کا انجام کار بہت طویل ہے۔ دنیا نے انہیں چاہا مگر انہوں نے دنیا کو نہ چاہا، دنیا نے انہیں طلب کیا مگر وہ اس کے قابو سے باہر رہے۔ وہ رات کے وقت صفیں باندھ کر اپنے قدموں کو قائم رکھتے ہیں ترتیل کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں اس کے امثال کی اپنے دلوں میں عزت کرتے ہیں کبھی اس کی دوا سے اپنے دکھوں کا علاج کرتے ہیں کبھی اپنے چہروں ہتھیلیوں گھٹنوں اور قدموں کو زمین پر بچھاتے ہیں۔ ان کے آنسو ان کے چہروں پر جاری رہتے ہیں اور وہ اپنی گردنوں کو چھڑانے کے لئے اس سے التجا کرتے ہیں اور جبار عظیم کی بزرگی بیان کرتے ہیں ان کے شب و روز اسی طرح بسر ہوتے ہیں۔ یہ نیک عالم اور پرہیزگار ہیں۔ پاکیزہ اعمال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑتے ہیں تھوڑے اعمال سے راضی نہیں ہوتے اور بڑے اعمال کو زیادہ بڑے نہیں خیال کرتے وہ اپنے نفسوں پر اتہام لگاتے ہیں اور اپنے اعمال سے ڈرتے رہتے ہیں۔ وہ دین کے بارے میں قوی، نرمی میں صاحب احتیاط ایمان میں صاحب یقین، علم میں حریص، فقہ میں فہیم، صبر میں علیم، ارادہ میں غنی، تنگ دستی میں صاحب تحمل، تکلیف میں صابر، عبادت میں متواضع، لوگوں پر رحم کرنے والے، حقدار کا حق ادا کرنے والے، کمانے میں نرم، حلال چیز کے طالب، ہدیہ دینے میں خوشی محسوس کرنے والے اور خواہشات سے رکنے والے ہوتے ہیں۔ ان کا کام اللہ کا ذکر اور انکی فکر خدا کا شکر ادا کرنا ہوتا ہے۔ وہ رات میں غفلت کی نیند سے خبردار رہتے اور اللہ سے جو کچھ فضل و کرم حاصل ہو اس کی وجہ صبح خوشی کی حالت میں بسر کرتے ہیں۔ باقی رہنے والی چیز کی رغبت اور فنا ہونے والی سے کنارہ کشی کرتے ہیں، وہ علم کو عمل اور دائمی بردباری سے مقرون کئے ہوتے ہیں ان کی خوشی دور اور آرزو تھوڑی ہے۔ وہ منکسر المزاج و زاہد اور ان کے دل شکرگذار ہوتے ہیں۔ ان کا رب بری باتوں سے منع کرتا ہے اور ان کے نفس بچنے والے ہوتے ہیں۔ ان کا دین غصہ کا ضبط کرنے والا ہوتا ہے۔ ان کا ہمسایہ ان سے مانوس رہتا ہے، ان کا صبر بہت زیادہ ہوتا ہے۔ وہ کوئی نیکی نہ ریاکاری سے بجالاتے ہیں اور نہ حیا کی وجہ چھوڑ دیتے ہیں جب یہ لوگ ہمارے شیعہ ہمارے دوست اور ہم سے ہیں اور وہ ہمارے ساتھ رہیں گے ہم کو ان سے ملنے کا بہت شوق رہتا ہے (ینابیع المودة، باب ۷۰)

شیعہ کی تعریف

حضرت امیر المومنین نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے شیعہ ہماری ولایت کے بارے میں بذل سے کام لیتے ہیں اور ہمارے موالات میں ایک دوسرے سے محبت کرنے والے ہوتے ہیں، ہمارے امر میں ایک دوسرے کا بار اٹھاتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو کسی پر غضب ناک بھی ہوں تو ظلم نہیں کرتے اور کسی سے راضی ہوں تو اسراف نہیں کرتے جس کے ہمسایہ ہوں اس کے لئے باعث برکت ہوتے ہیں۔

جس نے اللہ سے میل جول بڑھایا اس کے لئے سلامتی کا باعث ہوتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں زمانہ نے گھلا دیا ہے ان کے ہونٹ خشک اور شکم خالی رہتے ہیں۔ ان کے رنگ خاکستری اور چہرے زرد رہتے ہیں۔ ان کا رونا کثیر اور ان کے آنسو جاری رہتے ہیں سب لوگ مسرور رہتے ہیں اور یہ محزون۔ لوگ سوتے رہتے ہیں اور یہ بیدار ان کے قلب محزون رہتے ہیں لوگ ان کی شرارت سے مامون رہتے ہیں۔ ان کے نفوس پاک اور ان کی حاجات کم رہتی ہیں۔ ان کے ہونٹ پیاس سے خشک اور ان کے شکم بھوک کی وجہ پیٹھ سے لگے رہتے ہیں۔ بیداری کی وجہ سے ان کی آنکھیں کمزور ہو جاتی ہیں۔ اتقا ان سے روشن اور خشوع ان کے لئے لازم ہوتا ہے۔ ان میں سے جب کوئی شخص گذر جاتا ہے تو اس کا قائم مقام اس کا صحیح خلف ہوتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ روز قیامت وارد ہوں گے تو ان کے چہرے ماہ کامل کی طرح روشن ہوں گے۔ اولین و آخرین ان سے رشک کریں گے ان کے لئے نہ خوف ہو گا اور نہ وہ محزون ہوں گے۔

مومن کی صفات و علامات

ایک مرتبہ جب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک شخص جو عابد و زاہد اور مجتہد تھا۔ عرض کرنے لگا کہ یا امیر المومنینؑ مومن کا وصف اس طرح بیان فرمائیے گویا ہم اس کو دیکھ رہے ہیں۔

حضرت نے فرمایا' اے ہمام مومن زیرک و دانا ہوتا ہے اس کا چہرہ بشاش دل حزیں' سینہ کشادہ' از روئے نفس ذلیل اور اور ہر فانی شے کو حقیر سمجھتا ہے۔

وہ حریص ہوتا ہے ہر نیکی کا' مگر نہ کینہ پرور نہ حاسد نہ جھگڑالو نہ گلیارا نہ عیب جو اور نہ غیبت گو وہ سربلندی کو برا جانتا ہے اور ریا کو معیوب سمجھتا ہے' اس کا غم طولانی اور ارادہ پختہ ہوتا ہے۔ وہ زیادہ تر خاموش رہتا ہے صاحب وقار ہوتا ہے۔ غصہ میں آپے سے باہر نہیں ہوتا۔ ذکر الٰہی کرنے والا اور صابر و شاکر ہوتا ہے وہ فکر آخرت میں مغموم اور اپنے فقر میں خوش رہتا ہے۔ اس کی طبیعت میں خشونت نہیں ہوتی نرم طبیعت اور وفائے عہد پر قائم رہنے والا ہوتا ہے لوگوں کو تکلیف بہت کم دیتا ہے۔ نہ کسی پر اتہام باندھتا ہے اور نہ کسی کی ہتک کرتا ہے۔ اگر ہنستا ہے تو قہقہہ نہیں لگاتا غصہ ہوتا ہے تو خفیف الحرکات نہیں بنتا اس کی ہنسی متبسم ہوتی ہے اور اس کا سوال تحصیل علم ہوتا ہے کسی کی طرف اس کا رجوع ہونا اس لئے ہوتا ہے کہ کچھ سمجھے اس کا علم زیادہ ہوتا ہے حلم عظیم الشان اور رحم زیادہ ہوتا ہے۔ وہ بخل سے دور رہتا ہے۔ کام میں جلدی نہیں کرتا۔ نہ کسی بات سے دل تنگ ہوتا ہے اور نہ کسی بات پر اتراتا ہے نہ اپنے حکم میں ظلم کرتا ہے اور نہ اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے۔ مصائب کی برداشت میں اس کا نفس پتھر سے زیادہ سخت ہوتا ہے۔ امور معاش میں اس کی سعی شہد کی مکھی کی طرح میٹھی ہوتی ہے۔ وہ ایسا حریص نہیں بنتا کہ دوسروں کے حق پر ہاتھ مارے وہ نہ بیقراری ظاہر کرنے والا ہوتا ہے

نہ سخت مزاج ، نہ شیخی باز، نہ تکلیف پسند اور نہ دنیا کے معاملات میں زیادہ غور کرنے والا۔ اگر کسی سے نزاع واقع ہو تو محسن و خوبی بزرگ طبیعت ہوتا ہے۔ اگر غصہ ہو تو عدل سے کام لیتا ہے۔ اس سے کچھ مانگا جائے تو نرمی سے پیش آتا ہے۔ تہور و غضب سے کام نہیں لیتا۔ کسی کی ہتک نہیں کرتا۔ کسی پر جبر نہیں کرتا، سچی محبت رکھتا ہے وعدہ کا پابند اور عہد کا پورا ہوتا ہے۔ لوگوں پر مہربان سب تک پہنچنے والا بردبار، گمنامی میں بسر کرنے والا، فضول باتیں بہت کم کرنے والا، اللہ عزوجل سے راضی رہنے والا اپنی خواہشوں کی مخالفت کرنے والا، اپنے سے چھوٹے پر سختی نہ کرنے والا ہوتا ہے۔ وہ غیر متعلق چیزوں میں غور و فکر نہیں کرتا وہ دین کا ناصر، مومنوں سے دفع ضرر کرنے والا، مسلمانوں کو پناہ دینے والا ہوتا ہے۔ تعریف اس کے کانوں کو اچھی نہیں لگتی طمع اس کے دل کو زخمی نہیں کرتی، لہو و لعب اس کو حکمت سے باز نہیں رکھتے، جاہل اس کے علم سے واقف نہیں ہوتے۔ وہ دین حق کی تائید میں سب سے زیادہ بولنے والا، دین کے لئے سب سے زیادہ کام کرنے والا عالم و دانا ہوتا ہے۔ وہ فحش گوئی نہیں کرتا، تندخو نہیں ہوتا۔ دوستوں پر بغیر بار ہوئے تعلق رکھتا ہے۔ اسراف سے بچ کر خرچ کرتا ہے۔ نہ کسی سے حیلہ و فریب کرتا ہے اور نہ غداری وہ کسی ایسی چیز کی پیروی نہیں کرتا جس سے کسی کا عیب ظاہر ہو۔ وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ لوگوں پر مہربان رہتا ہے۔ لوگوں کے لئے سعی کرتا ہے، کمزوروں کا مددگار اور مصیبت زدوں کا فریادرس ہوتا ہے وہ نہ کسی کی پردہ دری کرتا ہے اور نہ کسی کے راز فاش کرتا ہے۔ اس کو مصائب کا سامنا بہت ہوتا ہے مگر حرف شکایت کبھی زبان پر نہیں لاتا۔ اگر نیکی دیکھتا ہے تو اس کا ذکر کرتا ہے اور اگر کسی کی بدی دیکھتا ہے تو اس کو پوشیدہ رکھتا ہے۔ لوگوں کے عیب چھپاتا ہے اور غائبانہ نگاہ رکھتا ہے لوگوں کے عذر خطا کو قبول کرتا ہے اور غلطی کو معاف کر دیتا ہے۔ جب کسی اچھی بات پر اطلاع پاتا ہے تو اسے چھوڑتا نہیں اور برائی کی اصلاح کئے بغیر نہیں رہتا۔ وہ امانت دار اور پرہیزگار ہوتا ہے اس کا باطن صاف ہوتا ہے اور لوگ اس سے راضی رہتے ہیں وہ خطا کاروں کے عذر کو قبول کرتا ہے اور احسن عنوان سے ذکر کرتا ہے لوگوں کے ساتھ اچھا گمان رکھتا ہے۔ پوشیدہ امور کے معلوم کرنے کے شوق میں اپنے نفس پر الزام لگاتا ہے۔ اپنی دین داری اور علم کی بنا۔ پر خدا کے لئے کسی کو دوست رکھتا ہے اور خدا ہی کے لئے ان سے قطع تعلق کرتا ہے جو اس سے برائی کا ارادہ رکھتے ہیں۔ خوشی اسے بے عقل نہیں بناتی راحت تند مزاجی پر مائل نہیں کرتی وہ عالم کو آخرت کی یاد دلاتا ہے اور جاہل کو علم سکھاتا ہے اس سے نہ کسی مصیبت کے نازل ہونے کا خوف کیا جاتا ہے اور نہ کسی حادثہ کا ڈر۔ راہ خدا میں ہر کوشش کو اپنی سعی سے زیادہ خالص جانتا ہے اور سمجھتا ہے کہ ہر نفس اس سے زیادہ صلاحیت رکھتا ہے وہ اپنے عیوب کا جاننے والا اور اپنے آخرت کے غم میں مشغول رہتا ہے وہ خدا کے سوا کسی پر بھروسہ نہیں کرتا وہ اس دنیا میں مسافرانہ زندگی بسر کرتا ہے۔ وہ تنہائی پسند ہوتا ہے اور آخرت کی نجات کے لئے محزون رہتا ہے وہ کسی کو دوست رکھتا ہے تو خوشنودی خدا کے لئے اور جہاد کرتا ہے تو رضائے الٰہی کے لئے اپنے نفس کے لئے انتقام نہیں لیتا بلکہ ایسے امور کو خدا پر چھوڑ دیتا ہے۔ وہ کسی دشمن خدا سے دوستی نہیں کرتا۔ اہل فقر کی محبت کا متلاشی ہوتا ہے۔ راست گو لوگوں سے ملتا ہے۔

وہ اہل حق کا مددگار، قرابت داروں کا معین، یتیموں کا باپ، بیواؤں کا شوہر اور مصیبت زدوں پر مہربان ہوتا ہے۔ ہر مصیبت میں لوگوں کو اس سے مدد کی توقع رہتی ہے۔ ہر سختی میں وہ مرجع امید رہتا ہے۔ کشادہ رو اور خوش باش ہوتا ہے۔ ترش رو اور عیب جو نہیں ہوتا۔ وہ امر دین میں مستحکم، غصہ کا ضبط کرنے والا، متبسم، دقیق النظر اور محتاط ہوتا ہے۔ وہ بخل کو پسند نہیں کرتا۔ اس کا حق دینے میں لوگ بخل کریں تو صبر کرتا ہے۔ بری باتوں سے بچتا ہے۔ قناعت کی وجہ غنی ہے۔ اس کی حیا اس کی خواہش پر غالب رہتی ہے اور اس کی محبت حسد کے جذبے کو پیدا نہیں ہونے دیتی۔

اس کی بخشش اس کے کینہ پر غالب آتی ہے۔ وہ سوائے صحیح بات کے نہیں بولتا۔ اس کا لباس میانہ روی اور چال متواضع ہوتی ہے۔ وہ اپنی اطاعت میں اپنے رب کے سامنے عجز و نیاز کا اظہار کرنے والا ہے اور ہر حالت میں اس سے راضی رہتا ہے۔ اس کی نیت خالص اور اس کے عمل میں نہ عیب ہوتا ہے اور نہ فریب۔ اس کی نگاہ عبرت آگیں ہے۔ اس کے دل کا سکون آخرت کی فکر میں ہے۔ وہ نصیحت کرتے والا، خرچ کرنے والا، برادری کا قائم رکھنے والا اور ظاہر و باطن ہر حالت میں نصیحت کرنے والا ہوتا ہے۔ وہ برادر مومن سے نہ ترک تعلق کرتا ہے اور نہ اس کی غیبت کرتا اور نہ اس سے مکر کرتا ہے۔ جو چیز ہاتھ سے جاتی رہی اس پر افسوس نہیں کرتا اور جو مصیبت آتی ہے اس پر رنجیدہ نہیں ہوتا۔ وہ اس چیز کی امید نہیں کرتا جس کی امید کرنا جائز نہیں۔ سختی کے اوقات میں سست نہیں ہوتا۔ عیش پر نہیں اتراتا۔ حلم کے ساتھ علم کا حامل رہتا ہے اور عقل کے ساتھ صبر کا۔ اس کو دیکھو گے تو کسل سے دور پاؤ گے۔ ہمیشہ خوش رہتا ہے، امید اس سے قریب ہوگی، لغزش اس سے کم ہوگی۔ اپنی موت کا متوقع رہتا ہے۔ اس کے دل میں خشوع ہوگا۔ وہ اپنے رب کا ذکر کرنے والا ہوگا۔ اس کے نفس میں قناعت ہوگی۔ جہالت کو روکنے والا ہوگا۔ اس کا امر آخرت آسان ہوگا۔ اپنے گناہوں کے تصور سے رنجیدہ رہتا ہوگا۔ اس کی خواہش مردہ ہوگی۔ وہ غصہ کا ضبط کرنے والا ہوگا۔ اس کے اخلاق پاک ہوں گے اور اس کا ہمسایہ اس سے پر امن ہوگا۔ اس میں تکبر نہیں ہوتا۔ خدا نے جو اس کے لئے مقدر کر دیا ہے اس پر قانع رہتا ہے۔ اس کا صبر پختہ، دین مستحکم اور ذکر زیادہ ہوتا ہے۔ وہ لوگوں سے ملتا ہے تو علم حاصل کرنے اور کوئی سوال کرتا ہے تو سمجھنے کے لئے۔ تجارت کرتا ہے تو نفع حاصل کرنے (نہ کہ ذخیرہ کرنے) کسی خبر کو اس لئے نہیں سنتا کہ فخر کرے اور نہیں کلام کرتا کہ دوسروں پر اپنی بزرگی ظاہر کرے۔ وہ خود رنج اٹھاتا ہے اور لوگ اس سے راحت پاتے ہیں۔ اپنی آخرت کی بہتری کے لئے اپنے نفس کو تعب میں ڈالتا ہے اور دوسروں کو آرام پہونچاتا ہے۔ اگر اس سے بغاوت کی جائے ۔ ۔ ۔ ۔ تو صبر کرتا ہے تاکہ اللہ اس سے آخرت میں یا اسی دنیا میں انتقام لے۔ اس کا دور رہنا کسی سے محض دین کی مخالفت اور فساد سے بچنے کے لئے ہوتا ہے اور اس کی نزدیکی نرمی اور رحمت کے لئے ہوتی ہے۔ اس کا لوگوں سے دور رہنا نہ اظہار تکبر و عظمت کے لئے ہوتا ہے اور نہ اس کا میل جول مکر و فریب کے لئے۔ وہ ان اصحاب خیر کی پیروی کرتا ہے جو اس سے پہلے تھے۔ لہذا وہ اپنے بعد کے نکوکاروں کا پیشوا ہوتا ہے۔

یہ سن کر ہمام نے ایک چیخ ماری اور مردہ ہو کر گر پڑا۔ حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا خدا کی قسم مجھے اس کے متعلق اسی

بات کا خوف تھا اور فرمایا کہ موثر موعظہ کا اہل لوگوں پر ایسا ہی اثر ہوتا ہے کسی کہنے والے نے کہا کہ یا امیرالمومنین ع آپ نے یہ کیا کیا فرمایا کہ ہر شخص کی موت کا ایک وقت معین ہے جو نہ گھٹتا ہے اور نہ بڑھتا ہے اور ہر ایک کے لئے مرنے کا ایک سبب ہوتا ہے۔ خاموش ہوجا گستاخانہ بات نہ کر بیشک شیطان نے تیرے اندر پھونک ماری ہے جس کی وجہ تیری زبان سے یہ الفاظ نکلے۔ (مستدرک صہ ۶۸ (اصول کافی ج ۲ - ب ۹۹)

مومن کی تعریف

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا :-

المومنون هم الذين عرفوا امامهم تذبلت شفاههم وعمشت عيونهم وتهجبت الوانهم حتّى عرفت فى وجوههم غبرة الخاشعين فهم عباد الله الذين مشوا على وجه الارض هونا واتخذوها بساطًا وترابها فراشا رفضوا الدنيا واقبلوا على الآخرة على منهاج المسيح بن مريم شهدوا لم يعرفوا وان غابوا لم يتفقدوا وان مرضوا لم يعادوا دوامو الصوم ليلهم قوام الدياجر يضمحل عنهم كل فتنة وتجلّى عنهم كل سنة اولئك اصحابى فاطلبوهم فان لقيتم منهم احدًا فاسئلوه يستغفر لكم ہ

(بحار المعارف صہ ۱۴)

ترجمہ : مومن وہ ہیں جنہوں نے اپنے امام کو پہچان لیا پس ان کے ہونٹ خشک اور آنکھیں تر اور ان کے رنگ بدلتے ہوئے رہتے ہیں وہ چہروں پر خاشعین کی گرد کی وجہ پہچانے جاتے ہیں پس وہ خدا کے وہ بندے ہیں جو زمین پر نرمی کے ساتھ چلتے ہیں اور انہوں نے اس کو اپنی بساط قرار دی ہے اور مٹی کو اپنا فرش بنا لیا ہے۔ وہ دنیا کو چھوڑ کر مسیح ابن مریم کے طریقہ پر آخرت کی طرف متوجہ ہو چکے ہیں اگر وہ حاضر رہیں تو پہچانے نہ گئے اور غائب رہے تو انہیں ڈھونڈا نہ گیا اگر وہ بیمار ہوئے تو ان کی عیادت نہ کی گئی۔ وہ دائم الصوم اور شب زندہ دار ہیں ان سے ہر فتنہ مضمحل ہوتا ہے اور زمانہ متجلی رہتا ہے۔ وہ میرے اصحاب ہیں پس ان کو تلاش کرو اور اگر ان میں سے کسی سے ملاقات ہو اور اس سے سوال کرو تو وہ تمہارے لئے استغفار کرنے لگے۔

ایمان کے ستون

حضرت امیرالمومنین ع سے ایمان کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ " اللہ تعالیٰ نے ایمان کے چار ستون قرار دیئے ہیں۔ صبر، یقین، عدل اور جہاد۔ صبر کی چار شاخیں ہیں۔ شوق، اشتیاق زہد اور ترقب۔ جس نے جنت کا اشتیاق

رکھا اس نے خواہشات سے تسلی حاصل کی اور جو دوزخ سے ڈرا وہ محرمات سے بچا اور جس نے دنیا سے ترک تعلق کیا اس نے مصیبتوں کو حقیر سمجھا اور جس نے موت پر نظر رکھی اس نے نیکیوں کی طرف سبقت کی۔

یقین کی چار شاخیں ہیں۔ اپنی زیرکی کو (محکمات قرآن سے) جگائے رکھنا۔ حکمت الٰہیہ میں غور و فکر مقامات عبرت کی شناخت اور سنت امم سابقہ کو نظر میں رکھنا۔ جس نے زیرکی پر نظر رکھی اس نے حکمت کو پہچان لیا۔ جس نے حکمت کے صحیح معنی سمجھ لئے اس نے عبرت کو پہچان لیا اور جس نے عبرت کو پہچان لیا اس نے سنت انبیاء کو پہچان لیا اور جس نے سنت کو پہچان لیا وہ گویا اولین کے ساتھ ہو گیا اور اس راہ کی طرف ہدایت پائی جو سب سے زیادہ مضبوط ہے اور نجات پانے والے کے متعلق اس امر پر نظر رکھی کہ کس وجہ سے اس کو نجات ملی اور ہلاک ہونے والا کس وجہ سے ہلاک ہوا۔ خدا نے جس کو بھی ہلاک کیا اس کی معصیت کی وجہ اور جس کو بھی نجات دی اس کی اطاعت کی وجہ عدل کی بھی چار شاخیں ہیں گہری سمجھ، علم میں رسوخ (دانائی)، حکم میں شگفتہ پھول اور حلم میں ترو تازہ باغ ہونا جو ایسی سمجھ رکھتا ہو گا وہ علم کی تفسیر بیان کرے گا جو صاحب علم ہو گا وہ حکم کی راہوں کو پہچان لے گا اس نے کسی امر میں تفریق نہ کی وہ لوگوں میں محمود و پسندیدہ ہو کر رہا جہاد نفس کی بھی چار صورتیں ہیں۔ اول امر بالمعروف دوسرے نہی عن المنکر تیسرے ہر مقام پر سچ کہنا چوتھے فاسقین سے دور رہنا پس جس نے لوگوں کو امر نیک کی ہدایت کی اس نے مومن کی کمر کو مضبوط کیا۔ جس نے لوگوں کو برائیوں سے روکا اس نے منافق کی ناک رگڑ دی اور اس کے مکر سے امان میں رہا اور جس نے ہر جگہ سچ بولا اس نے وہ حق ادا کیا جو اس پر تھا اور جس نے فاسقین کو دشمن رکھا وہ گویا خوشنودی خدا کے لئے ان پر غضب ناک ہوا اور جو خدا کے لئے غضب ناک ہوا خدا اس کے دشمن پر غضب ناک ہو گا۔ پس یہ ایمان ہے اور اس کے ستون و شاخیں۔ (اصول کافی ج ۲ صفحہ ۲۵)

کفر کے ستون

سلیم ابن قیس ہلالی سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ کفر کی بنیاد چار ارکان پر ہے۔ فسق، غلو، شک اور شبہ۔

فسق کی چار شاخیں ہیں جفا، عمی، غفلت اور عتو۔ جفا یہ ہے کہ جفا کرنے والا امر حق کو حقیر سمجھتا ہے اور عالمان دین کا دشمن ہوتا ہے اور گناہان عظیم پر اصرار کرتا ہے۔ عمی سے مراد یہ ہے کہ وہ ذکر خدا کو بھول جاتا ہے۔ ظن کی پیروی کرتا ہے اور اپنے خالق کا مقابلہ کرتا ہے اس پر شیطان کا غلبہ رہتا ہے وہ بغیر توبہ اور بغیر اقرار کے طلب مغفرت کرتا ہے۔

غفلت سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کو نقصان پہونچاتا ہے اور راہ حق میں چلنے کے بجائے چت لیٹ جاتا ہے اپنی گمراہی کو نیکی جانتا ہے۔ امیدیں اس کو دھوکہ دیتی ہیں اور نتیجہ میں حسرت و ندامت حاصل ہوتی ہے اور جب معاملہ ہو چکتا ہے تو آنکھوں سے پردہ ہٹتا ہے اور اس پر وہ ظاہر ہوتا ہے جس کا اس کو گمان تک نہ تھا۔ عتو سے مراد یہ ہے کہ وہ امر خدا کے مقابل

شک کرنے میں سرکشی دکھاتا ہے۔ ہر شک کرنے والے کو خدا اپنی قوت سے ذلیل اور اپنی عزت وجلال سے حقیر کرتا ہے کیونکہ اس نے اپنے رب کریم کو دھوکہ دیا اور اس کے معاملہ میں تفریط سے کام لیا۔

غلو کی چار صورتیں ہیں تعمق بالرائے یعنی اپنی رائے سے مسائل دین میں دخل دینا اور لوگوں سے اپنی غلط رائے کی بناء پر جھگڑا اور کج رائی اور آئمہ سے اظہار مخالفت کرنا پس جس نے ایسا کیا وہ حق کی طرف رجوع نہیں ہو سکتا۔ وہ تاریکیوں میں ڈوبتا ہی چلا جائے گا۔ اور ایک فتنہ کے بعد دوسرا اس کو گھیرے گا۔ اس کا دین تباہ ہو جائے گا اور وہ پریشانی میں مبتلا ہو جائے گا۔ جس نے مسائل دین میں خود رائی سے نزاع کیا، خصومت کا اظہار کیا اور مخاصمت کی وہ اپنے طولانی جھگڑے کی وجہ سے حماقت میں مشہور ہوا۔ جس نے راہ حق سے کجی اختیار کی اس کی نظر میں نیکی بدی بن گئی اور بدی نیکی جس نے اصول اور آئمہ کی مخالفت کی اس کے اختیار کردہ راستے اس کے لئے غیر مفید ہو گئے اور اس کا معاملہ دشوار ہو گیا کیونکہ اس نے مومنین کے راستہ کا اتباع نہ کیا لہٰذا اس کا وہاں سے نکلنا دشوار ہو گیا۔

شک کی چار صورتیں ہیں۔ مریہ، ہوی۔ تردد اور استسلام۔ مریہ کے بارے میں خدا فرماتا ہے تم خدا کی کس نعمت کے بارے میں شک اور جھگڑا کرو گے۔ تردد حق سے وحشت و شک اور تسلیم و جہل سے متعلق ہے پس جو وحشت میں مبتلا ہوا ان باتوں سے جو اس کے سامنے ہیں وہ اپنے پچھلے پاؤں پلٹ گیا اور جس نے اپنی رائے سے دینی امور میں جھگڑا کیا وہ شک میں جا پڑا مومنین اولین نے چونکہ شک و مخاصمت سے تعلق نہ رکھا تھا علم میں ترقی کی اور آخر وائے شیطان کے بہکانے میں آ گئے اور جس نے اس کی بات مان لی اس کی دنیا و آخرت تباہ ہوتی اور وہ چیز جو ان کے درمیان تھی ہلاک ہوتی اور جس نے اس سے نجات پائی وہ یقین کی لذت سے بہرہ ور ہوا۔ خدا نے یقین سے کم کوئی چیز پیدا نہیں کی۔

شبہ کی چار صورتیں ہیں اعجاب بالزینۃ، تسویل نفس، تاول اوج اور لبس الحق بالباطل۔ شبہ یعنی حق کو باطل کی مثل بنانا۔ ان میں پہلی چیز امر باطل کو قیاسات شعریہ پر آراستہ کرتا ہے جو کھلی دلیل سے پلٹ دیتی ہے۔ دوسرے فریب نفس جو آدمی کو شہوت سے مغلوب کرتا ہے اور کج فہمی آدمی کو برائی کی طرف مائل کرتی ہے اور لبس سے مراد تاریکیوں پر تاریکی ہے یہ ہے کفر اور اس کے ستون و شاخیں۔ (اصول کافی ج ۲۔ ص ۱۶۷)

گناہ تین ہیں

(۱) ایک روز امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ گناہ تین قسم کے ہیں اس کے بعد آپ خاموش ہو گئے حبہ عرنی نے عرض کیا کیا امیر المومنین ؑ آپ اس قدر فرما کر خاموش ہو گئے۔ فرمایا کہ ہاں میں ان کو بیان کرنا چاہتا تھا کہ سانس کا انقطاع میرے اور کلام کے درمیان حائل ہو گیا۔ ہاں گناہ تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو بخشا جائے دوسرا وہ جو بخشا نہ جائے اور تیسرا وہ جس کے بخشے جانے کی اس کے صاحب کو امید اور نہ بخشے جانے کا خوف رہتا ہے۔

حبہ نے عرض کیا کہ یا امیرالمومنین اس کی وضاحت فرمایئے۔
حضرت نے فرمایا کہ وہ گناہ جو بخشا جائے گا وہ ہے جس کی سزا دنیا میں دی جا چکی ہے۔
خدا کے لئے زیبا نہیں کہ ایک گناہ کی سزا دوبارہ دے دوسرے جو گناہ بخشا نہ جائے گا وہ بندوں کا ظلم بندوں پر ہے خدا نے اپنے عزت و جلال کی قسم کھائی ہے کہ روز قیامت کسی ظالم کے ظلم سے درگذر نہ کرے گا اگر ہاتھ مار کر کسی کو گرایا ہو، ہاتھ سے کسی کو اذیت دی ہو یا سینگ والے جانور نے بے سینگ والے جانور کو مارا ہو (کسی کو بھی درگذر نہ کیا جائے گا) اور ایک کا بدلہ دوسرے سے لے گا یہاں تک کہ کسی کا مظلمہ کسی پر باقی نہ رہے گا پھر لوگوں کو حساب کے لئے بھیجے گا۔ تیسرا وہ گناہ ہے جس کو اللہ نے اپنی مخلوق سے چھپایا ہے اور گناہ گار کو توبہ کی توفیق دی ہے کہ وہ اپنے گناہ سے خائف اور رحمت رب کا امیدوار رہے۔ پس ہم بھی اس کے لئے اس کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اس پر نزول عذاب سے ڈرتے ہیں۔
(اصول کافی ج ۲۔ ب ۱۹۵)

۲۔ حضرت امیرالمومنینؑ نے آیت " فما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ..."
(یعنی جو مصیبت تم کو پہونچی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں آئی ہے۔ خدا بہت سے گناہ معاف کر دیتا ہے۔)
کے متعلق فرمایا کہ کسی رگ کا پھڑکنا کسی پتھر سے چوٹ یا کسی لکڑی سے خراش نہیں لگتی مگر کسی گناہ کے سبب اور خدا اکثر گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور جس کے گناہ کی سزا دنیا میں دے دیتا ہے اس کی ذات سے اجل و اکرم ہے کہ اس گناہ کا عذاب آخرت میں کرے۔ (۱۱ - باب ۱۹۶)

۱۱۲ کلماتِ قصار

۱۔ اذا ابیض اسودك مات اطیبك:۔ جب تیرے سیاہ بال سفید ہو جائیں تو جان لے کہ تیری نیکیاں مر گئیں۔ (یعنی موت قریب آ گئی)

۲۔ اذا رایت اللہ یتابع علیك البلاء فقد ایقظك: جب تو دیکھے کہ خدا تجھ پر مسلسل بلائیں نازل کر رہا ہے تو سمجھ لے کہ تجھے خواب غفلت سے تنبیہ کی جا رہی ہے۔

۳۔ اذا احب اللہ عبداً وعظہ بالعبر: جب خدا بندہ کو دوست رکھتا ہے تو عبرتوں سے نصیحت کرتا ہے۔

۴۔ اذا ملك الاراذل ھلك الافاضل:۔ جب رذیل لوگ قوت حاصل کرتے ہیں تو اہل فضل کی ہلاکت ہوتی ہے۔

۵۔ دنیا اپنے چاہنے والوں سے کبھی وفا نہیں کرتی اور اپنے پینے والے سے صاف نہیں ہوتی اس کی نعمتیں کسی کے ساتھ نہیں